دینی مدارس اور جدید علوم

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
بانی: جامعہ بنوری ٹاؤن، کراچی

دینی مدارس پر اکثر اوقات یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ جدید علوم وفنون کی تعلیم کے مخالف ہیں اور یہ اعتراض آج سے نہیں بلکہ گزشتہ کئی دہائیوں سے بڑی شدومد سے کیا جارہا ہے، ہر زمانہ میں علمائے حق نے ان اعتراضات کی بھرپور انداز میں تردید کی ہے۔ زیرنظر تحریر محدث العصر حضرت بنوریؒ نے ستر کی دہائی میں تحریر فرمائی تھی، جس کا ہر ہر حرف موجودہ حالات پر منطبق ہورہا ہے۔ حضرت کی یہ تحریر قارئین وفاق کی خدمت پیش ہے.........................(ادارہ)

ہاں اگر علوم آخرت کے کنٹرول میں رہ کر اوران کی سرپرستی ونگرانی میں یہ فنی اور سائنسی علوم وفنون اور ایجادات و اختراعات پروان چڑھیں اور ترقی کریں تو یقیناً یہ سائنسی علوم وفنون فلاح انسانیت اور خدمت خالق ومخلوق کے بہترین وسائل بن سکتے ہیں، اس لئے بھی علوم دینیہ کی درس گاہوں اور حاملین علوم نبوت یعنی علماء دین کا بابرکت وجود اس روئے زمین خصوصاً مملکت پاکستان کے لئے ازبس ضروری اور ناگزیر ہے۔

دین اور علماء دین کے خلاف پروپیگنڈہ:......یہ حقائق اظہر من الشمس، آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن ہیں، یہ واقعات ومشاہدات ناقابل تردید ہیں، اس کے باوجود سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں اور کس کے اشاروں پر خاص کران آخرت ایام میں یہ شوروغوغا برپا اور شرمناک پروپیگنڈہ جاری ہے، مہینوں سے سرکاری اور نیم سرکاری رسالوں اور میگزینوں میں ادارتی نوٹ لکھے جارہے ہیں، صدر مملکت کے نام مکاتیب بھجوائے جارہے ہیں کہ مذہب اور دینی علوم جدید ترقیات کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں، علماء دین ملک کی ترقی اور استحکام وسالمیت کے سب سے بڑے دشمن ہیں، مدارس عربیہ اور مکاتب دینیہ عصری تقاضوں کے خلاف فتنہ وفساد برپا کرنے کی تعلیم کے مراکز ہیں، حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان تمام دینی مدارس ومکاتب اور درس گاہوں اور بڑی بڑی مساجد کو اپنے کنٹرول میں لے کران علوم دینیہ اور حاملین علوم نبوت کی بیخ کنی کرے، نہ یہ حکومت کی مالی امداد سے آزاد عربی مدارس اور دینی درس گاہیں ہوں گی، نہ یہ علماء دین پیدا

ہوں گے، نہ ملکی ترقی اور عصری تقاضوں کے خلاف کوئی آواز بلند کرنے والا ہوگا۔"

ہمیں اچھی طرح یقین ہے کہ حکومت اتنی بے خبر اور نا سمجھ نہیں ہے کہ وہ ان بازی گیروں سے بے خبر ہو، جن کے اشاروں پر یہ کٹھ پتلیاں ناچ رہی ہیں، بول شاعر

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

اور مشرق وسطیٰ کے المیہ کے بعد تو یہ راز بالکل ہی طشت از بام ہو چکا ہے کہ اسلامی ملکوں اور مسلمان قوموں میں سامراجی منصوبوں کو خاک میں ملانے والی ناقابل تسخیر طاقت صرف اسلام اور دین و ایمان کی قوت ہے، اس لئے تمام استعماری حکومتیں اور سامراج پرست قومیں یاد رکھئے، اشتراکی ممالک اور اقوام درحقیقت سب سے بڑی استعمار پرست قومیں ہیں، جس طرح بھی بن پڑے زور سے، زر سے، دھمکیوں سے، لالچوں سے، اسلامی ممالک اور مسلمان قوموں سے، اسلاا اور دین و ایمان کو مٹانے کے درپے ہیں، کوئی دوست بن کر، کوئی دشمن بن کر، اس وقت دنیا میں جنگ دراصل دین اور لادینیت کی جنگ ہے۔

علوم دینیہ اور علماء کے خلاف پروپیگنڈہ کرنیوالوں سے چند سوالات:......تاہم ان لادینی اقوام کے بامعاوضہ یا بے معاوضہ ایجنٹوں سے علوم دینیہ اور علماء دین کے خلاف پروپیگنڈے کی پول کھولنے کی غرض سے ہم دریافت کرتے ہیں:

(۱)......کس عالم دین نے کب اور کہاں یہ کہا ہے کہ ملکی دفاع کو مستحکم کرنے کی غرض سے جدید آلات واسلحہ سے مسلح اور جدید فنون سے واقف اور آزمودہ کار فضائی اور بحری بیڑہ تیار کرنا اور اس کے لئے ٹینک سازی، طیارہ سازی اور اسلحہ سازی کے کارخانے قائم کرنا، ایٹمی انرجی کے ادارے قائم کرنا اور ان کو فروغ دینا حرام اور شرعاً ممنوع ہے اور ایٹم یا ہائیڈروجن بم بنانا گناہ ہے؟

(۲)......کس عربی مدرسہ میں یہ درس دیا جاتا ہے کہ ملک کو غذا کے مسئلے میں خود کفیل بنانے کی غرض سے ملکی غذائی پیداوار میں اضافہ کرنے کی مہم چلانا، اس کے لئے محکمے قائم کرنا، منصوبے بنانا، مصنوعی کھاد ٹریکٹر اور ترقی یافتہ جدید آلات زراعت کے کارخانے قائم کرنا، جراثیم کش ادویہ ہوائی جہازوں کے ذریعے کھیتوں میں چھڑکنا، قابل کاشت زمین کو سیم اور تھور کے گھن سے پاک کرنے کی غرض سے ترقی یافتہ ملکوں میں آزمودہ تدابیر و وسائل پاکستان میں اختیار کرنا، ناقابل کاشت زمینوں کو قابل بنانا اور اس مقصد کے لئے قوم کا روپیہ خرچ کرنا حرام ہے، خدا کی ناراضگی اور آخرت کے عذاب کا موجب ہے؟

(۳)......کس مفتی دین متین نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ غیر ملکی مصنوعات سے بے نیاز ہونے اور ملکی مصنوعات کو فروغ دینے کی غرض سے پاکستانی انڈسٹری کو جدید ترقی یافتہ معیار پر لانا اور اس کے لئے دوسرے ملکوں سے جدید سے جدید مشنری برآمد کرنا بڑے بڑے جدید طرز کے صنعتی کارخانے قائم کرنا اور ملک کو صنعت کے اعتبار سے اس قابل بنانا کہ ملکی ضروریات سے فاضل مصنوعات کو عالمی منڈیوں میں برآمد کر سکے، معصیت ہے اور حرام یا مکروہ تحریمی ہے؟

(۴)......کس عربی مدرسہ کی درسی کتب میں لکھا ہے کہ ملک کی تجارت، درآمد و برآمد اور اقتصادیات کی سطح کو بلند کرنے کے لئے درآمد و برآمد کے جدید نظام کو اختیار کرنا ضرورت کے تحت بیرونی تجارتی اداروں کو ملک میں جائز اور ملکی

مفاد کے مناسب شرائط کے تحت کاروبار کرنے کی اجازت دینا یا ملکی مفاد کے خلاف کاروبار کرنے والے اداروں کو معاوضہ دے کر قومی ملکیت میں لے لینا گناہ اور ناجائز ہے؟

(۵)......کس جامع مسجد کے خطیب عالم دین نے برسر منبر یہ خطبہ دیا ہے کہ ملک میں تباہ کن حد تک پہنچی ہوئی اسمگلنگ (غیر قانونی تجارت) وہ بھی دشمن ملک کے ساتھ چور بازاری اور رشوت ستانی کو ختم کرنے کیلئے اعلیٰ سطح پر مؤثر تدابیر اختیار کرنا، محکمے قائم کرنا، ملک میں خطرناک حد تک بڑھتے ہوئے جرائم کے انسداد کیلئے پولیس فورس کو بڑھانا اور مؤثر اقدام کرنا اور معاشرہ کو تباہ کرنے والے جرائم پیشہ لوگوں کو عبرت ناک شرعی سزائیں دینا، جو موجودہ قانونی سزاؤں سے بدر جہا زیادہ عبرت ناک ہیں، ظلم ہے، گناہ ہے اور ناجائز ہے؟ یعنی عدل و مساوات کے ساتھ ساتھ ہر شعبۂ زندگی میں ملک کی ترقی اور فروغ کے وسائل اور اقدامات کو اختیار کرنے سے علوم آخرت کے حاملین ہر گز منع نہیں کرتے اور دینی درسگاہوں اور علماء دین کی مساعی کو ملکی ترقی کی راہ میں رکاوٹ کہنا سفید جھوٹ اور شیطانی پروپیگنڈہ ہے۔

ہاں وہ یہ ضرور کہتے رہے، کہتے ہیں اور کہتے رہیں گے، مدرسوں کی درس گاہوں میں مسندِ درس پر بیٹھ کر بھی اور مسجدوں کے منبر اور مجمع عام کے اسٹیج پر کھڑے ہو کر بھی، بلکہ تختہ دار کے اوپر بھی اور جیل خانوں کی کال کوٹھریوں کے اندر بھی، ظالم و جابر حکمرانوں کے رو در رو بھی اور پس پشت بھی اور اسلام کا حقیقی محافظ خدا ان کے کلمۂ حق کو قوم کے کانوں تک ضرور پہنچائے گا، تجربہ اس کا شاہد ہے کہ:

(۱)......اسلامی ملک میں صرف خدا کا نازل کردہ اور رسول کا لایا ہوا اسلامی قانون ہی بغیر کسی ترمیم و تصرف اور کتر بیونت کے نافذ کیا جاسکتا ہے، اس کے منافی یا اس کے علاوہ کسی بھی قانون کو نافذ کرنا حرام ہے اور اس کی مخالفت فرض ہے۔

(۲)......ہنگامی حالات کو، وقت کے تقاضوں کو اور ملکی ترقیاتی منصوبوں کو اسلامی قانون کے سانچے میں ڈھالنا ماہرین قانونِ اسلامی کا فرض ہے، اسلامی قانون کو ان حالات، تقاضوں اور ترقیاتی منصوبوں کے سانچے میں ڈھالنا اور اس غرض سے اس کی خود ساختہ تعبیرات اور من مانی تشریحات کرنا قطعاً حرام اور گناہِ کبیرہ، بلکہ کفر و ارتداد کے مترادف ہے۔

(۳)......اسلامی معاشرہ میں:

(الف)......زنا قطعاً حرام ہے اور شرعی ثبوت کے بعد اس پر حد جاری کرنا فرض عین ہے، چاہے وہ چکلوں میں ہو، چاہے کلبوں میں، چاہے گھروں کی چار دیواریوں کے اندر ہو، چاہے سرراہ اور چاہے باہمی رضامندی سے ہو، چاہے بالجبر ہو، بہر صورت زنا قابل دست اندازیٔ پولیس جرم ہے، زنا کے کیس میں کوئی بھی عدالت باہمی مصالحت (راضی نامہ) قبول کرنے کی مجاز نہیں۔

(ب)......شراب، ام الخبائث جس کی جنم دی ہوئی خباثتوں سے مغربی ممالک بھی لرزہ براندام ہیں، قطعاً حرام ہے، خواہ ایک گھونٹ ہو، خواہ ایک بوتل، کسی بھی قسم کی ہو، کسی بھی نام کی، اسلامی ملک میں اسلامی حکومت کے لئے اس کی کشید یا درآمد و برآمد اور خرید و فروخت کے لائسنس جاری کرنا بھی حرام ہے اور اس کے ٹیکس سے جو حکومت کو آمدنی ہوتی ہے، وہ بھی قطعاً حرام ہے۔

(ج)......سود، ملک کی دولت وثروت، خیر وبرکت کو چاٹ جانے والی ''دیمک'' دولت کو پوری قوم کے ہاتھوں سے چھین کر چند سود خوار ہاتھوں میں جمع کر دینے والا ''شعبدہ'' لینا بھی اور دینا بھی قطعاً حرام ہے، اسی طرح ہر سودی کاروبار بڑا ہو یا چھوٹا، سودی نظامِ مالیات، بینکاری سسٹم پوری قوم کو بھوکا، ننگا بنا دینے والا سسٹم، قطعاً حرام ہے، اس کے بجائے اسلامی نظامِ مالیات واقتصادیات ملک میں جاری کرنا اور سود کی لعنت سے ملک کو پاک کرنا ہر مسلمان حکومت کا فرضِ اولین ہے، دنیا کی فلاح کے اعتبار سے بھی اور آخرت کی نجات کے اعتبار سے بھی۔

(د)......قمار، جوا، خواہ مہذب ہو، خواہ غیر مہذب، کلبوں میں ہو، خواہ ریس کورس میں، کسی بھی شکل وصورت میں ہو، قطعاً حرام ہے، اس سے جو آمدنی ہو، وہ بھی قطعاً حرام ہے، اسلامی حکومت کے لئے کسی بھی صورت میں جوئے کے لائسنس دینا اور اس کی آمدنی سے ٹیکس وصول کرنا بھی قطعاً حرام ہے۔

(ہ)......اسلامی معاشرہ کے تحفظ کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایک محکمہ ''احتساب'' قائم کرنا جو محرمات ومنکراتِ شرعیہ کا ارتکاب کرنے والوں کو شرعی سزائیں دینے کا مجاز ہو، اسلامی حکومت کا فرض ہے، تاکہ خودغرض اور ہوس پرست اسلامی معاشرہ کے خدوخال کو مسخ کرنے کی جرأت نہ کر سکیں۔

یاد رہے، کسی خطۂ زمین اور ملک وملت میں علومِ آخرت کے مذکورۂ سابق ثمر ہائے بیش رس اور خیرات وبرکات کے وجود، نشوونما اور بقا وتحفظ کے لئے اس ملک میں انسانی دسترس سے محفوظ قانونِ الٰہی اور احکامِ شرعیہ کا نفاذ اور امر بالمعروف، نہی عن المنکر کے لئے محکمہ احتساب ازبس ضروری ہے اور یہ فرض اسی طبقہ کے ہاتھوں انجام پاسکتا ہے جو نسلاً بعد نسل اپنی عمریں علومِ قرآن اور علومِ سنت کی تحصیل، غور وفکر اور پھر ان پر عمل کرنے کرانے میں صرف کرتے ہیں، یعنی حاملین علوم کتاب وسنت علماء اور ایسے علماء کو پیدا کرنے اور پروان چڑھانے والے ادارے یہی آزاد معاہدہ ومدارس علوم عربیہ ہیں جو ملک ان آزاد عربی مدارس اور دینی مکاتب سے محروم ہو جائے گا، وہ لازمی طور پر حاملینِ علوم الٰہیہ سے بھی محروم ہو جائے گا اور پھر اس ملک اور اس کے معاشرے کی فنی اور سائنسی علوم وفنون کی ترقی کے باوجود وہی بھیانک شکل اور جہنمی صورت بن جائے گی جس کا نمونہ ہم اس سے پہلے پیش کر چکے ہیں۔

دینی مدارس اور ان کا فائدہ:......یہ علومِ آخرت کی درس گاہیں اور ان سے پیدا ہونے والے حاملین علوم انبیاء، علمائے حق، حکومت کے عدم تعاون یا عوام کی سرد مہری کی وجہ سے مذکورہ بالا قابلِ رشک اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں اگر کامیاب نہ بھی ہوں تب بھی ان کے دم قدم کا اتنا فائدہ ضرور ہوگا کہ معاشرے کے فسق وفجور میں گرفتار افراد قانونِ الٰہی اور احکامِ شرعیہ کی خلاف ورزی، سود خوری، شراب نوشی حتیٰ کہ زنا کاری اور فحاشی کے باوجود خود کو گنہگار عنداللہ مجرم ضرور سمجھتے رہیں گے اور کسی نہ کسی وقت خدا کے سامنے گناہوں کی مغفرت کے لئے ان کے ہاتھ ضرور اٹھتے رہیں گے، بالکل ہی خدا ناشناس درندے اور جانور نہ بنیں گے اور اس خدا شناسی اور اعترافِ گناہ کی بدولت، اگرچہ صرف دل ہی سے ہو، عام

عذابِ الٰہی، خدائی قہر اور الٰہی انتقام کا نشانہ نہ بنیں گے، ارشاد ہے:

﴿وما کان الله لیعذبهم وهم یستغفرون ﴾...... ”اللہ سے یہ بعید ہے کہ وہ تو اللہ سے مغفرت کی دعائیں کر رہے ہوں اور اللہ ان کو عذابِ (آسمانی) میں گرفتار کر دے۔“

اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمانی قوت اور اسلامی روح اگرچہ فسق و فجور کی وجہ سے کتنی ہی مضمحل اور کمزور ہو جائے، باقی ضرور رہتی ہے اور آڑے وقت ضرور کام آتی ہے، ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں اس کا مشاہدہ ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ ان علماء دین اور حاملین علوم آخرت کی عمر کا وہ حصہ جو فطری طور پر دنیوی علوم، صنعت و حرفت اور ان کے علاوہ دنیوی وسائل معاش کے سیکھنے اور حاصل کرنے کا ہوتا ہے، انہی علوم دینیہ کی درس گاہوں اور علوم دینیہ کے حاصل کرنے میں گزر جاتا ہے، اس کے بعد وہ دنیوی اعتبار سے کسی مصرف کے نہیں رہتے، اس لئے قدرتی طور پر ان کی معاشی زندگی دین اور دینی خدمات سے وابستہ ہو جاتی ہے، خواہ درس و تدریس علوم دینیہ کی صورت میں ہو، خواہ وعظ و تبلیغ کی صورت میں، خواہ مؤذنی امامت و خطابت کی شکل میں ہو، یا مکاتب قرآن کریم میں، حفظ و ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم کی شکل میں...... اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوم اور اس کے معاشرہ میں ان لوگوں کی بدولت کم از کم دین کا شعور اور خدا پرستی کا احساس ضرور بیدار اور باقی رہتا ہے، بلکہ قوم کی اکثریت انفرادی طور پر ضرور دیندار اور احکام شرعیہ کی بڑی حد تک پابند رہتی ہے، حرام و حلال، طاعت و معصیت، عذاب و ثواب کی تمیز اور کسی نہ کسی درجہ میں خوفِ خدا اور خوفِ آخرت ضرور باقی رہتا ہے اور اس کے نمایاں اثرات محفوظ رہتے ہیں اور کسی نہ کسی وقت اس کے برکات ضرور ظاہر ہوتے ہیں، اس کے برعکس جن اسلامی ملکوں میں ان آزاد عربی مدارس و مکاتب کو دنیوی تعلیم کی درسگاہوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے، امامت و خطابت، وعظ و تبلیغ اور درس و تدریس کو حکومت کے کنٹرول میں لے لیا گیا ہے، ان ملکوں میں علوم قرآن و حدیث اور فقہ و اصول فقہ کے سوتے بالکل خشک ہو چکے ہیں اور ان کے نتیجے میں نری عیش پرستی کے تسلط کی وجہ سے ایمانی قوت اور دینی روح اور خدا پرستی کا احساس اور چرچا بالکل ہی ختم ہو چکا ہے، یا ختم ہوتا جا رہا ہے، اسلام کی جگہ قومیت نے لے لی ہے، خدا کی جگہ مادی ترقیات پر قابض طاغوتی طاقتوں نے لے لی ہے، قانونِ الٰہی کی جگہ انسانی ساختہ پرداختہ استعماری یا اشتراکی قوانین نے اور امر بالمعروف، نہی عن المنکر کی جگہ مغربی تہذیب اور اس کے لوازمات موسیقی رقص و سرود، زنا، عریانی، فحاشی اور جنسی جذبات کو برانگیختہ اور مشتعل کرنے والی فلموں، ڈراموں اور نام نہاد ثقافتی پروگراموں نے لے لی ہے اور عام طور پر پوری قوم میں خصوصاً نوجوان نسلیں شب و روز ریڈیو پر موسیقی کے نغمے اور دھنیں سننے اور ٹیلیویژنوں پر عریاں مناظر دیکھنے اور پھر اپنی نجی صحبتوں، مجلسوں یا خلوتوں میں قد آدم آئینوں کے سامنے اس فحاشی اور جنسی آوارگی کی ریہرسل (مشق) اور عملی تجربے کرنے میں مصروف ہے۔

پاکستان کے عذابِ الٰہی سے محفوظ رہنے کی وجہ:...... واضح رہے کہ پاکستان کی اس پاک سرزمین پر بطور استہزاء، اللہ کے پسندیدہ ”دین اسلام“ کو ”ملاازم“ اور اس کے حاملین علماء حق کو ”ملا“ کہہ کر مذاق اڑانے اور توہین کرنے والوں پر قہر

خداوندی کی بجلی نہ گرنے اور عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کا سبب آیت کریمہ ﴿وما كان الله ليعذبهم وهم يستغفرون﴾ کی روشنی میں صرف یہ ہے کہ پاکستان کے عوام کے دلوں میں قوتِ ایمان زندہ اور روحِ اسلام بیدار ہے اور اونچے طبقہ کو چھوڑ کر متوسط اور ادنیٰ طبقہ کی اکثریت کسی نہ کسی حد تک، کم از کم انفرادی زندگی میں احکام شرعیہ کی پابند ہے، چپہ چپہ پر مسجدیں آباد ہیں، پنج وقتہ اذان کی آوازیں گونج رہی ہیں، عربی مدارس میں ''قال اللہ قال الرسول'' کی آسمان سے رحمت الٰہی کو لانے والی آوازیں بلند ہورہی ہیں، تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ کی کتابیں ادنیٰ سے اعلیٰ تک باقاعدہ پڑھائی جارہی ہیں اور قانونِ الٰہی کو زندہ اور محفوظ رکھنے کے لئے حاملین علوم انبیاء تیار کئے جارہے ہیں، مکاتبِ قرآن جگہ جگہ بے شمار کھلے ہوئے ہیں اور چھوٹے چھوٹے بچے حفظ اور ناظرہ با تجوید اور بے تجوید قرآن پڑھنے میں مصروف ہیں، وعظ و تذکیر کے خوفِ خدا اور خوفِ آخرت کو زندہ اور بیدار رکھنے والے ہفتہ وار حلقے (اجتماعات) جمعہ کے جمعہ نماز جمعہ کے بعد قائم ہیں، تبلیغی جماعتوں کے پیار محبت سے کلمہ طیبہ اور نماز پڑھوانے وغیرہ کی غرض سے تبلیغی دورے جاری ہیں، احکام شرعیہ اور مسائل دینیہ بتلانے کے لئے جگہ جگہ دارالافتاء کھلے ہوئے ہیں، صرف ان دارالافتاؤں سے زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق مختلف اور متنوع احکام شرعیہ کے استفتاء (سوالات) اور ان کے جوابوں کی ہزاروں لاکھوں تک پہنچنے والی تعداد ہی اس امر کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ اس ملک کا عام مزاج دینی ہے اور غالب اکثریت کے دلوں میں ہر شعبۂ زندگی کے اندر احکامِ شرعیہ معلوم کرنے کی تڑپ ضرور موجود ہے اور جہاں ملکی حالات مساعدت کرتے ہیں، ان پر عمل بھی کرتی ہے، استفتاء (سوال کرنا) اس کی دلیل ہے اور یہ بتلانے کی ضرورت نہیں، ہر ذی ہوش سمجھتا اور مانتا ہے کہ یہ تمام تر صورتحال صرف انہی حکومت کے کنٹرول سے آزاد عربی مدارس، دینی مکاتب کے برکات اور دولت و رفاہیت پر فقر و افلاس کو ترجیح دینے والے اور اس فقر کو خدا کی رحمت باور کرنے والے حاملین علوم دینیہ علمائے حق کی دیرینہ اور مسلسل جدوجہد اور ان کی مساعی مشکورہ (عنداللہ وعندالناس) کا نتیجہ اور خالقِ کائنات جل وعلا کی توفیق خدمت دین عطا فرمانے کا ثمرہ ہیں۔

اس لئے بھی خاص طور پر ان گستاخ اور دریدہ دہن ملحدوں، بے دینوں اور علوم دینیہ اور علمائے دین کو گالیاں دینے والوں اور ان کے ہم نواؤں کو ان حکومت کے کنٹرول سے آزاد علوم دینیہ کی درسگاہوں اور ان سے نکلنے والے علماء و خدام دین کے پاکستان میں وجود کو مغتنم اور قہر خداوندی سے بچانے والی پناہ گاہیں اور پناہ دہندہ سمجھنا چاہئے، ورنہ اگر خدانا کردہ اس مسلمان ملک کے عوام و خواص پر بھی وہی عام بے دینی، خدا فراموشی، اغراض و خواہشات پرستی اور روحانیت کش مادہ پرستی مسلط ہوجاتی جو دوسرے اشتراکیت نواز مسلم ممالک پر مسلط ہے تو یہ ملک بھی آج دوسرے مسلمان اشتراکیت پسند ملکوں کی طرح کسی نہ کسی صورت میں قہر خداوندی اور انتقام الٰہی کا نشانہ بنا ہوتا، ارشاد ہے:

﴿نسوا الله فأنساهم أنفسهم﴾..... ''انہوں نے اللہ کو فراموش کردیا تو اللہ نے ان سے خود اپنے نفسوں کو فراموش کرادیا۔''

یعنی خالق کائنات، خدا فراموش لوگوں کو اس ''خدا فراموشی'' کے جرم کی سزا دنیا میں یہ دیتا ہے کہ انہیں خود فراموش بنا

دیتا ہے تو وہ اپنے بقاو تحفظ کی تدبیریں سوچنے اور اسباب اختیار کرنے کے بجائے خود اپنی ہلاکت و بربادی کی راہ پر چل پڑتے ہیں اور صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے ہیں، اقوام عالم کے عروج وزوال کی تاریخ اس کی شاہد ہے، یہ انتہائی تباہ کن انتقام خداوندی ہے، ارحم الراحمین اپنے لطف وکرم سے اس نوزائیدہ اسلامی مملکت کو اس خدا فراموشی کے جرم کے ارتکاب سے اور اس کی پاداش میں اس انتقام الٰہی سے محفوظ رکھے اور ہماری بداعمالیوں کو معاف فرمائے۔ اللھم انا نعوذ برضاك من سخطك وبمعافاتك من عقوبتك ونعوذبك منك...... الخ

دین کے محافظ علماء حق ہیں:...... بہر حال سن لیجئے! اسلام خالق کائنات کا پسندیدہ اور کامل ترین دین ہے، وہی اس کا شارع اور قانون ساز ہے، اسی نے نوعِ انسانی کی آخری ہدایت کے طور پر نبی آخر الزماں صلی اللہ لیہ وسلم کے توسط سے اس کو اتارا ہے اور اس کا حامل اور محافظ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے ''علماءِ حق'' کو بنایا ہے، ارشاد ہے:

﴿ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر﴾...... ''کیوں نہ نکلا ان میں سے ہر فرقہ کا ایک گروہ تاکہ وہ دین میں سمجھ (علوم دینیہ) حاصل کرتا اور جب وہ لوٹ کر جاتا تو اپنی قوم کو باخبر کرتا۔''

چنانچہ علماءِ امت نے اللہ جل شانہٗ کی توفیق واعانت سے ہر زمانہ اور ہر دور میں اس کو حاصل کیا ہے، اس کے حصول کو جاری وساری رکھنے اور اس کی حفاظت کے لئے معاون علوم کی تدوین کی ہے، تصانیف لکھی ہیں، علوم دینیہ کی درسگاہیں قائم کی ہیں اور قرآن وحدیث اور ان کے معاون علومِ دینیہ کی درس وتدریس کا سلسلہ جاری کیا ہے، یہ سلسلہ محض اللہ کی توفیق واعانت سے، حکومت کی امداد واعانت اور کنٹرول کے بغیر، صدیوں سے جاری ہے اور ایسے ہی قیامت تک جاری رہے گا، مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے:

یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ......الخ۔

جو کوئی فرد یا قوم یا حکومت اس کو مٹانے اور نوعِ انسانی کے اس آخری ''منارۂ نور'' کو گل کرنے کا قصد کرے گی اس کی زندگی کا چراغ خود گل کر دیا جائے گا اور صفحۂ ہستی سے اس کا نام ونشان مٹا دیا جائے گا اور یہ منارۂ روشنی جب تک اللہ چاہے گا رشد وہدایت کی روشنی بہم پہنچاتا رہے گا، ارشاد ہے:

﴿یریدون لیطفؤا نور اللہ بأفواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون﴾...... ''وہ (دشمن چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو بجھادیں اور اللہ اپنے نور (دین) کو پورا کر کے رہے گا اگرچہ منکروں کو کتنا ہی ناگوار ہو''

اور اس سلسلے کا حقیقی محافظ خالق کائنات حق جل وعلا ہے، ارشاد ہے:

﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون﴾...... ''بے شک ہم ہی نے اس ذکر (دین) کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

اب اگر کوئی فرد یا جماعت، حکومت یا قوم اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھودنا اور ہلاکو خاں چنگیز خاں، اکبر اور اس کے ہر دو شیطانوں ابوالفضل اور فیضی، کمال اتاترک اور آخر میں مسلم اشتراکیت نواز ممالک کے زعما اور برسر اقتدار پارٹیوں کے

نقش قدم پر چل کر خودکشی کرنا چاہتی ہے، شوق سے کرے، علمائے دین اور حاملین شرع متین بھی سر بکف، برہنہ جسم پر تازیانے کھانے، دار و رسن پر چڑھنے اور دم واپسیں تک کلمۂ حق کہتے رہنے کے لئے تیار ہیں، علماء کے لئے بھی یہ کھیل کوئی نیا کھیل نہ ہوگا بلکہ یہ مقاومت اور مقابلہ اور آزمائش تو ان کے اسلاف و اکابر کی ''سنت'' ہے، اس کے باوجود ارحم الراحمین سے دعا ہے کہ وہ پاکستان کے علماءِ حق کو اس ابتلاء سے محفوظ رکھے اور اپنی پناہ میں لے کر اس دینی خدمت کے سلسلے کو جاری و ساری اور قائم و دائم رکھے۔ آمین

دورِ حاضر میں علماء و طلباء کے خلاف خطرناک سازش:...... یہ زمانہ ڈپلومیسی اور چالبازی کا ہے جس میں مخالف اور بزعم خود دشمن طبقہ اور اس کے مراکز کے خلاف جنگ کرنی ہوتی ہے، میدان حرب و ضرب اور جبر و استبداد میں ''گرم جنگ'' لڑنے سے برسوں پہلے میدانِ صحافت میں ''سرد جنگ'' لڑی جاتی ہے، یعنی پہلے اس کے خلاف اخبارات و رسائل میں مضامین و مقالات شائع ہوتے ہیں تاکہ زمین یعنی ''رائے عامہ'' کو اس کے خلف ہموار کرلیا جائے، اس کے بعد حکومت کی ''کنٹرولنگ مشینری'' حرکت میں آتی ہے اور ابتداء صرف حکومت سے رکگنیشن یعنی الحاق کی دعوت دی جاتی ہے، ساتھ ساتھ ''ایڈ'' (مالی امداد) کا لقمۂ چرب و شیریں ارباب مراکز و مدارس کے منتظمین کے سامنے ڈالا جاتا ہے، اگر یہ حربہ کامیاب نہیں ہوتا تو پھر قانون کے ذریعہ رکگنیشن (الحاق) پر مجبور کیا جاتا ہے، اس کے بعد نصاب اور درسی کتابوں میں کتر بیونت کی جاتی ہے، قدیم علوم کی ٹھوس قابلیت پیدا کرنے والی کتابیں نکال کر ان کی جگہ عصری علوم و فنون کی کتابیں لائی جاتی ہیں، اس طرح دینی علوم کی جان تو نکال ہی لی جاتی ہے، اسی کے ساتھ ان ملحقہ مدارس کی سندوں کو وزارت تعلیمات سے منظور کرا دیا جاتا ہے اور سرکاری، نیم سرکاری تعلیمی اور غیر تعلیمی اداروں میں ملازمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، یہ طلبہ کے لئے لقمۂ چرب و شیریں ڈالا جاتا ہے اور پورے ملک سے ماہرین علوم دینیہ کو کھینچ لینے اور آزاد عربی مدارس کو ویران کردینے کی غرض سے ان نیم سرکاری یا سرکاری درس گاہوں میں کام کرنے والے ماہرین و محققین علوم دینیہ کے لئے گرانقدر مشاہروں اور الاؤنسز کے اعلان کئے جاتے ہیں، ان کی سالانہ ترقی اور آخری تنخواہ کے ''منہ میں پانی بھر لانے والے'' گریڈ مقرر کئے جاتے ہیں، یہ آزمودہ کار علماء و محققین کے زبان و قلم کو حکومت کے خلاف بولنے اور لکھنے سے باز رکھنے کے لئے ''طلائی زنجیریں'' تیار کی جاتی ہیں، ان تدبیروں کے بعد بھی جو دین کو دنیا پر ترجیح دینے پر ایمان رکھنے والے علماء حق اور آزاد مدارس دینیہ عربیہ کے اساتذہ اور مبلغین و واعظمین و خطباء اس ''دام ہمرنگ زمین'' میں گرفتار ہوکر اپنی کلمۂ حق کہنے کی آزادی قربان کرنا نہیں چاہتے، ان کے خلاف حکومت کا قانون حرکت میں آتا ہے، اول ان کی قدرِ کفاف روزی پر حملہ کیا جاتا ہے اور ڈپٹی کمشنر کی منظوری کے بغیر پبلک سے چندہ وصول کرنا قانوناً ممنوع قرار دے دیا جاتا ہے، پھر ان کے گوشۂ عافیت پر یورش ہوتی ہے اور محکمۂ اوقاف کے ذریعے یادگار ''صفۂ مسجد نبوی'' علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام یعنی مدارس عربیہ اور مکاتبِ دینیہ کی عمارتوں پر قبضہ کرکے انہیں خانماں برباد کردیا جاتا ہے، خدا کے گھروں میں یعنی مسجدوں پر قبضہ کیا جاتا ہے اور محکمۂ اوقات کے ذریعے غیر سند یافتہ مؤذنین، ائمہ اور خطبا کے لئے مسجدوں کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں،

اوقاف کی قائم کردہ منتظمہ کمیٹی کے سیکریٹری سے اعلان کرادیا جاتا ہے کہ سیکریٹری کی اجازت کے بغیر کوئی بھی عالم دین مسجد میں وعظ نہیں کہہ سکتا، پبلک جلسوں میں علماء کو کلمۂ حق کہنے سے روکنے کے لئے دفعہ ۱۴۴ لگادی جاتی ہے، ان علماء و مبلغین وواعظمین کو جن سے حکومت کے خلاف بولنے کا خطرہ ہوتا ہے، کسی خاص علاقہ میں "ان کی بستی میں" یا "گھروں میں" قانون تحفظِ امن عامہ کے تحت نظر بند کردیا جاتا ہے، یا زبان بندی کردی جاتی ہے اور جن علماءِ حق کے ملک میں موجود ہونے کو ہی حکومت اپنے مفاد کے لئے مضر سمجھتی ہے، ان کو جلاوطن کردیا جاتا ہے یہاں تک کہ علمائے حق کے لئے قانون شکنی کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا اور وہ قانون شکنی پر آمادہ ہوجاتے ہیں، تب گرم جنگ شروع ہوجاتی ہے اور جیلوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ، اگر جیلوں کی وحشیانہ اور ننگِ انسانیت ایذا رسانیاں بھی ان کو حق بات کہنے سے نہیں روک سکتیں تو حکومتیں ان کو سولی پر چڑھا دینے میں بھی دریغ نہیں کرتیں اور علماءِ حق امام مالک امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کی سنت کو بے دریغ زندہ کرتے ہیں اور قید و بند کی تمام تر سختیوں بلکہ موت فی سبیل اللہ کو بھی لبیک کہتے ہیں۔

یہ ہوتے ہیں علماءِ حق پیدا کرنے والی علوم دینیہ کی درس گاہوں اور علماء حق کے بابرکت وجود کو کسی روئے زمین سے مٹانے کے دہ سالہ اور پنجسالہ منصوبے اور ان کے مختلف مرحلے۔ سادہ لوح عوام ان سے قطعاً ناواقف ہیں مگر علماء حق ان سے خوب اچھی طرح واقف ہیں اور اعلائے کلمۃ اللہ کی راہ میں ہر مزاحمت کا مقابلہ کرنے اور ہر ظلم و جور کو سہنے اور ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں، مگر کسی مرحلہ پر بھی علوم دینیہ کی حفاظت کا فرض انجام دینے اور حکومت کے اثر سے آزاد دینی خدمت انجام دینے کی سعادت سے کسی قیمت پر بھی دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں۔ وماتوفیقنا الا باللہ ھو مولانانعم المولیٰ ونعم النصیر۔

یہی وہ ہتھکنڈے ہیں جس کے ذریعے موجودہ عہد میں تمام اسلامی ملکوں کی حکومتوں نے آزاد علوم عربیہ دینیہ کی درس گاہوں اور مکتبوں کو علوم آخرت اور علوم انبیاء سے یکسر خالی کیا ہے، انہی اسلامی ملکوں کا نام مدارس عربیہ کے خلاف حالیہ سرد جنگ میں بار بار لیا جارہا ہے، آج یہ تمام اسلامی ممالک علوم کتاب وسنت یعنی علم تفسیر و اصول تفسیر، علم حدیث و اصول حدیث، علم فقہ و اصول فقہ اور ان کے معاون علوم کی ٹھوس اور باضابطہ تعلیم اور درس و تدریس سے یکسر محروم اور خالی ہوچکے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند کے مدارس کی برکات:...... اس وقت برصغیر پاکستان و ہندوستان کے سوا اور کسی ملک میں حکومتوں کے اثر سے آزاد علوم دینیہ کی درس گاہوں اور دینی مکتبوں کا وجود باقی نہیں رہا ہے اور صرف انہی دونوں ملکوں میں مذکورہ بالا علوم کتاب وسنت کی باضابطہ درس و تدریس اور تحفیظ و تجوید کلام اللہ کے سلسلے جاری ہیں اور اس اخیر زمانہ کے حسب حال علماء و حفاظ و مجودین قرآن، واعظمین و مبلغین انہی دو ملکوں میں ان درسگاہوں سے فارغ ہوکر نکل رہے ہیں اور مختلف دینی خدمات انجام دے رہے ہیں اور ان کی مساعی کی بدولت دینی روح جس درجہ میں بھی ہے، زندہ ہے اور ان دونوں ملکوں کے مسلمانوں کا مزاج بہرحال دینی ہے۔ جو لوگ عہد حاضر کے ممالک اسلامیہ کی درسگاہوں کو قریب سے دیکھ چکے ہیں یا ان کی اصلیت سے باخبر ہیں، وہ ہمارے اس بیان کی تصدیق و تائید کریں گے۔

کالج اور یونیورسٹیوں کی حالت زار:......نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ علوم شرعیہ کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں شیخ التفسیر، شیخ الحدیث اور شیخ الفقہ جیسے خالص دینی منصوبوں پر تقرر کی پہلی اور لازمی شرط یہ ہے کہ امیدوار عالم دین حقیقی معنی میں ہو یا نہ ہو مگر امریکن یا یورپین ممالک کی کسی یونیورسٹی سے اس نے پی ایچ ڈی ضرور کیا ہو یعنی ''یورپ ریٹرن'' اور مغرب زدہ ضرور ہو، یہودیوں اور نصرانیوں کا تریاق نماز ہر جو اسلامی روح کے لئے سم قاتل ہے، اس نے چار سال تک ضرور پیا ہو۔ اس لئے اب علوم دینیہ عربیہ اور علماء دین پیدا کرنے والی عربی درس گاہوں کی حفاظت ان ملکوں کے علماء حق پر فرض کفایہ نہیں رہی بلکہ فرض عین ہوگئی ہے۔

مدارس میں عصری علوم اور انگریزی تعلیم، ایک مشورہ:......اگر فی الحقیقت حکومت کی نیت نیک ہے اور وہ واقعی ان مدارس عربیہ کے فارغ التحصیل طلبہ کو عصری علوم، عالمی حالات حاضرہ اور انگریزی زبان سے واقف بنا کر ان کو دینی خدمات انجام دینے کے لئے زیادہ کارآمد اور ان کی اسلامی دینی خدمات کو زیادہ موثر اور دوررس بنانا چاہتی ہے تو جیسا کہ اس کو اب سے تین سال پہلے ''وفاق مدارس عربیہ'' کی جانب سے مشورہ دیا جا چکا ہے، ان مدارس عربیہ اور مکاتب دینیہ کو اوران کے درسی نصابوں کو علی حالہ قائم رہنے دے اور کام کرنے دے، ہاں ان کے فارغ التحصیل طلبہ کے لئے علمائے حق کے مشورہ سے صرف علوم عصریہ اور انگریزی زبان کا ایک چہار سالہ نصاب الگ تجویز کرے اور اس کے لئے دو تین مستقل درس گاہیں مرکزی شہروں مثلاً کراچی، لاہور، راولپنڈی یا پشاور میں قائم کرے یا موجودہ بڑے بڑے مدرسوں میں ہی یہ ''چہار سالہ نصاب'' اپنے خرچ پر یا اگر ان مدارس کے فنڈ میں گنجائش ہو تو انہی کے خرچ پر قائم کرے اور صرف دینی خدمات کے مناصب کے لئے اس کی سند کو تسلیم کرے، دفتری ملازمتوں کے لئے نہیں، تو ان علماء کی دینی خدمات زیادہ موثر اور دوررس ہو سکیں گی اور قدیم علوم دینیہ کی باضابطہ اور ٹھوس تعلیم اور دینی تربیت کو نقصان پہنچائے بغیر یہ طلبہ عصری علوم، حالات، حاضرہ اور انگریزی زبان سے ناواقفیت کے نقص کو دور کر سکیں گے اور حقیقی معنی میں ''علوم عصریہ'' سے واقف علماء دین بن سکیں گے اور اندرون ملک و بیرون ملک دینی خدمات انجام دے سکیں گے۔

علوم دینیہ اور جدید علوم عصریہ کا امتزاج:......محکمہ اوقاف کا ترتیب کردہ قدیم علوم دینیہ اور جدید علوم عصریہ کا ''مخلوط'' نصاب، آدھا تیتر آدھا بٹیر، جو اس وقت محکمہ اوقاف کی درس گاہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں رائج ہے۔ علوم دینیہ عربیہ کے لئے تو تباہ کن ہے ہی، علوم عصریہ اور حالات حاضرہ کی کماحقہ واقفیت اور انگریزی زبان کی قابلیت پیدا کرنے میں بھی ناکام ہے جن ناظر فدار لوگوں نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے نصاب اور اس کی تعلیم وتدریس کی تفصیلات کہ بخاری سال میں کتنی ہوتی ہے اور ہدایہ کتنا ہوتا ہے اور جلالین کتنی ہوتی ہے، کو قریب سے دیکھا ہے، وہ اس کے شاہد ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین محمد وآله وصحبه آجمعین۔

☆......☆......☆